کلمات قرآنیہ کی کتابت کیلئے افضل الالوان ''سیاہ روشنائی'' ہے
اور یہی قرآن کے لئے اجماعی وشرعی معہود رنگ ہے

باتجوید رنگین قرآن مجید

﴿تالیف﴾

مفتی رشید احمد فریدی

استاذ مدرسہ مفتاح العلوم، تراج ضلع: سورت

گجرات، الہند

کلمات قرآنیہ کی کتابت کیلئے افضل الالوان ''سیاہ روشنائی'' ہے
اور یہی قرآن کے لئے اجماعی وشرعی معہود طریقہ ہے

باتجوید رنگین قرآن مجید

﴿تالیف﴾
مفتی رشید احمد فریدی
استاذ مدرسہ مفتاح العلوم، تراج ضلع: سورت
گجرات، الہند

﴿تفصیلات﴾

نام کتاب:.. باتجوید رنگین قرآن مجید

مؤلف:..مفتی وقاری رشید احمد فریدی

کتابت وسیٹنگ:...خلیل احمد بن رشید احمد فریدی

سن طباعت:...۱۴۳۹ھ

ناشر:..ادارہ علم وحکمت

صفحات:..۱۱

قیمت:..۱۰

﴿ملنے کا پتہ﴾

(۱)ادارہ علم وحکمت فریدی منزل، اٹالوہ

(۲)محمود کتاب گھر، نوساری

﴿فہرست مضامین﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿تمہید﴾

نحمده ونصلى على رسوله الكريم ،امابعد

اللہ کے فضل وکرم سے موجودہ زمانہ میں تجوید کا غلغلہ بہت زیادہ ہے اور ہونا ہی چاہئے کہ تجوید کے بغیر قرآن پاک کی تلاوت گناہ کا سبب بن جاتی ہے اسلئے تجوید کی تعلیم کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے جاتے ہیں اسی سلسلہ کی ایک اہم پیش رفت یہ کی گئی کہ تجوید کے مختلف قواعد اظہار،اخفاء،اقلاب ادغام وغیرہ کو رنگوں کے ذریعہ ذہن نشیں کرانے کا طریقہ نکالا گیا جسکے فوائد بہر حال ظاہر ہوئے اگر چہ اسمیں نقصان کا پہلو بھی ہے جب اس نوع سے بچوں کے لئے تجوید کا مسئلہ کچھ سہل ہو گیا تو اسے عام کرنے کیلئے آج سے تقریباً ۴۰/ سال پہلے ۱۹۷۸ھ میں لاہور اور کراچی سے سب سے پہلے مکمل قرآن پاک کو رنگین شائع کیا گیا مگر کتابت کے لئے جس روشنائی پر علمی دنیا کا اتفاق اور قرآن پاک کے لئے علمائے امت مسلمہ کا اجماع عملی قائم ہے اسے نظر انداز کر دیا گیا۔

﴿قرآن مجید کیلئے اعراب اور نقطے کا رنگ﴾

جمع نبوی،جمع صدیقی اور جمع عثمانی تینوں دور میں قرآن مجید بغیر اعراب ونقطوں کے لکھا گیا جس پر صحابہ کرامؓ کا اتفاق تھا پھر جب امت مسلمہ کی ضرورت کے پیش نظر صحابہ و

تابعین کے زمانہ میں اعراب و نقطے لگائے گئے تو چونکہ یہ اضافہ باعتبار کتابت عام صحابہ کرامؓ کے طرز کتابت سے شکل میں الگ تھا اور حضرات صحابہ کرامؓ اپنے اسلاف یعنی کبار صحابہ کے طریق اور سنت سے بال برابر بھی فرق کو پسند نہیں کرتے تھے چنانچہ بعض صحابہ کرامؓ اور بعض تابعین سے اعراب و نقطے کے متعلق کراہت منقول ہے لیکن ناپسندیدگی محض اعراب و نقطے کے اضافہ کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ

(الف) اعراب و نقطوں کو اس (سیاہ) روشنائی سے لگانا پسند نہیں تھا جس سے حروف و کلمات قرآنیہ لکھے جاتے ہیں تاکہ اصل و تابع کا فرق باقی رہے دونوں میں خلط ہونے کا وہم نہ ہو۔ علی الاطلاق ناپسند کرنا مطلوب نہیں تھا چنانچہ امام رسم ابوعمرو عثمان الدانیؒ لکھتے ہیں: **الا ترى انه زيدت النقطة فتوهمت لاجل السواد الذى ترسم به الحروف انه من الكلمه ولذا كرهه الصحابة** (محکم) لیکن بعض صحابہ کرام اور دوسرے بعض تابعین کے علاوہ جمہور صحابہ و تابعین نے (۱) اس اضافی فرق کو بنظر استحسان دیکھا اور الہام کے ذریعہ قرآن پاک کے تحفظ کے لئے امت مسلمہ کی ایک اہم ضرورت سمجھا اور یقیناً وہ حضرات موفق من اللہ تھے (۲) پھر یہ اعراب و اعجام کا اضافہ حقیقی اضافہ بھی نہیں تھا کیونکہ باعتبار اداء و تلفظ حرکات و نقاط کا وجود کلمات قرآنیہ کے ساتھ ہوتا ہی ہے چاہے قاری عربی ہو یا عجمی اسلئے یہ شکل و صورت تلفظ میں قرآن سے منفک بھی نہیں ہے۔ (۳) نیز امت مسلمہ کو لحن فی القرآن سے کہ بعض مرتبہ وہ مفضی الی الکفر ہو جاتا ہے بچانا ضروری تھا جیسا کہ لغت قریش پر قرآن کو لکھنے کا منشاء بھی امت مرحومہ کو ضلالت سے بچانا تھا پس صحابہ اور تابعین کے اجماع سے قرآن پاک بانقط اور

بااعراب لکھا جانے لگا یعنی حرکات و نقطوں کو بھی اسی (سیاہ) روشنائی سے رقم کیا جانے لگا۔

﴿ رموز اوقاف کا رنگ میں امتیاز ﴾

یہی وجہ ہے کہ چھٹی صدی ہجری میں جب علامہ سجاوندی کے رموز اوقاف مصحف (قرآن پاک) میں درج کیئے گئے تو دو امر کا لحاظ کیا گیا (۱) ایک یہ کہ رموز کا خط کلماتِ قرآن کے خط سے ممتاز باریک اور دوسرے خط میں لکھا گیا (۲) آیات و کلمات قرآنیہ چونکہ (سیاہ) روشنائی سے ہیں اسلئے رموز سرخ روشنائی سے لکھے گئے اور اسی طرح یہ طباعت کے دور تک جاری رہا۔ جیسا کہ وقوف سجاوندی کے مختلف مخطوطہ نسخے میں راقم نے مشاہدہ کیا ہے۔

﴿ ''سیاہ'' روشنائی سے لکھنا انسانی قدیم دستور ہے ﴾

(ب) اور ہزاروں سال سے قدیم دستور چلا آ رہا ہے کہ (۱) خط و کتابت جس روشنائی سے کی جاتی ہے وہ مخصوص پانی برنگ سیاہ ہی ہوتا ہے گویا علمی و قلمی دنیا میں تمام انسان کے نزدیک روشنائی سے مراد وہی مخصوص پانی ہے جس سے کتابت و طباعت ہوتی ہے اور سیاہی اسکا اصل اور ذاتی رنگ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روشنائی کو سیاہی بھی بولتے ہیں اور اہل علم کے یہاں کتاب کی تصنیف و تالیف کے اولین مرحلہ کو (تسوید) اور مجموعہ کو ''مسودہ'' کہا جاتا ہے پس جس طرح لفظ ''سیاہی'' بذاتہ اصل رنگ پر دلالت کرتا ہے، اسی طرح روشنائی کی دلالت بھی سیاہی پر ہے۔ (۲) اور علم الالوان کے اعتبار سے اصل

الاصول دو ہی رنگ ہیں بیاض وسواد۔ اور سفید فرش پر سیاہ خطوط انتہائی روشن ہوتے ہیں اسلئے جس مخصوص ''سیاہ'' پانی سے کتابت کی جاتی ہے اسے روشنائی کہا جاتا ہے اور عربی میں اسکے لئے جیسا کہ کتب لغت میں ہے مشہور لفظ ''مداد'' اور غریب لفظ ''نقس'' ہے مختار الصحاح میں ہے **المداد النقس، النقس بالکسر ''الذی یکتب به''** اسی طرح قاموس میں ہے **المداد النقس ''وھو الذی یکتب به''** یعنی جس چیز کے ذریعہ لکھا جاتا ہے اسے مداد کہتے ہیں، ابن الانباری متوفی ۳۲۸ھ اسکی وجہ تسمیہ بتاتے ہیں **سُمِیَ المداد مداداً لامداده الکاتب** (مختار الصحاح ۳۱۷، قاموس ۱/۴۶۷) معلوم ہوا کہ مداد یعنی سیاہی سے لکھنا انسانوں کا قدیم دستور ہے پس روشنائی کا سیاہ ہونا بالکل واضح امر ہے، آثار قدیمہ کے ماہرین اور انکا مشاہدہ کرنے والے اہل علم اسکی شہادت پیش کریں گے۔

﴿اہل اسلام کا دستور﴾

(۳) اور دنیا میں سب سے زیادہ لکھنے اور پڑھنے والی قوم یعنی مسلمانوں کے یہاں قرآن سمیت تمام کتابوں کے نسخ ونقل کا سلسلہ ہمیشہ ہر زمانہ اور ہر علاقہ میں سیاہ روشنائی سے رہا ہے۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ جب تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کر کے مسلمانوں کو تہ تیغ کیا اور اسلامی کتب خانوں کو دریا برد کیا تو دریائے دجلہ کا پانی سیاہ ہوگیا اور ایک زمانہ تک سیاہ رہا۔ اور طباعت کے وجود میں آنے کے بعد بھی آج تک بلا تخلف مذہبی وغیر مذہبی کتابیں اسی طرح طبع ہوتی رہی ہیں حتی کہ موجودہ سائنسی ترقی کے زمانہ میں رنگین طباعت کے وجود میں آنے کے بعد بھی (سیاہ) روشنائی ہی میں طباعت کی جاتی ہے

کہ اصلی اور وضعی رنگ ہے۔

﴿نسخ قرآن کیلئے سیاہی کا تعامل وتوارث﴾

(ج) اور شریعت نے اسے برقرار رکھا ہے اور سرور دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول قرآن کے فوراً بعد نازل شدہ حصوں کو تحریراً ضبط کرنے کے لئے کاتبین سے ارشاد فرمایا اور انہوں نے پورے قرآن کو مختلف مواقع پر جن چیزوں پر بھی لکھا وہ سیاہی سے ہی لکھا گیا ہے کیونکہ خیر القرون سے موجودہ زمانہ تک مصاحف ہمیشہ اسی روشنائی سے زیب قرطاس کئے جاتے ہیں، جیسا کہ مصحف عثمانی کی زیارت اور دیگر مصاحف قدیمہ مخطوطہ مختلف زمانوں کے دیکھنے سے عین الیقین حاصل ہے۔

البتہ تابعین کے دور میں جب زیر وزبر لگائے گئے تھے تو اصل کلمات قرآنیہ کے خط سے حرکات کو ممتاز کرنے کیلئے دوسرے رنگ کا استعمال کیا گیا تھا مگر کلمہ کے اصل خطوط یعنی ''حروف و نقوش'' کو ہمیشہ سیاہ روشنائی سے ہی لکھا جاتا رہا ہے جیسا کہ شروع میں علامہ دانی کے حوالہ سے گذرا اور محقق امام جزریؒ نے جب مصحف شریف بدست خود لکھا تو رسم کے اختلاف کو ظاہر کرنے کے لئے الف، واو، اور یاء جو زائد ہوتے ہیں اسکے حذف واثبات میں ائمہ کا اختلاف ہوتا ہے تو اس وقت صرف اسی ایک حرف الف یا واو یا یاء کی زیادتی یا اسکے حذف کو نمایاں کرنے کے لئے کبھی سرخ یا زرد رنگ میں لکھا ہے باقی پورا کلمہ (سیاہ) روشنائی سے ہی لکھا ہے۔

﴿روشنائی کا سیاہ ہونا قرآن سے مترشح ہے﴾

اورخود قرآن مجید سے بھی ثبوت ملتا ہے چنانچہ قرآن پاک کی آیت **لــو كــان البحر مدادا لكلمات ربى** میں مداد کا ترجمہ تمام مفسرین نے عربی میں **ما يكتب به يا مـا يستمدبه للكتابة** اوراردو میں ''روشنائی'' سے کیا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور مداد سے بلاتأمل سیاہی مراد لیتے ہیں پس قرآن پاک میں کلمات الٰہیہ (کی کتابت) کے لئے جس ''مداد'' کا ذکر آیا ہے اسکا سیاہ ہونا امر واقعی ہے اور دستور انسانی کے لحاظ سے نفس الامر کے مطابق ہے،اس اعتبار سے سیاہ روشنائی کی شرعی حیثیت بھی قائم ہوتی ہے۔

﴿''سیاہ'' رنگ اشرف الالوان ہے﴾

نیز قرآن مجید کے لئے حکمت الٰہی سے ہر اشرف وافضل امر کا انتخاب کیا گیا ہے پس جس ''مداد'' سے کلمات رب کے لکھنے کا ذکر ہوا ہے ظاہر ہے اس ''مداد'' کا لون اشرف الالوان ہوگا اور اہل اسلام کا تعامل وتوارث شاہد عدل ہے لہذا قرآن پاک کی کتابت کا یہ اہم حق ہے کہ اسے سیاہ روشنائی سے ہی لکھا جائے جس پر انسانی اور اسلامی دستور کا اجماع ہے یعنی طبعاً وعقلاً اور شرعاً بھی ثابت ہے،اور شاید اسی وجہ سے کعبۃ اللہ سیاہ پتھروں سے بنایا گیا اور غلاف کعبہ کے لئے اسی رنگ کے انتخاب پر تعامل قائم ہے۔

اسکی تائید حافظ علامہ دانی کے کلام سے بھی ہوتی ہے **قــال الـحـافظ وهذه الاخبـار مـن عمل الصحابةؓ فاداهم الى عمله الاجتهاد .وارى ان من كره ذلک مـنهـم ومن غيرهم انما كره ان يعمل بالالوان كالحمرة والصفرة وغيـرهـمـا لاان لا يـعـمـل اصلاً عـلى ان المسلمين فى سائر الآفاق قد**

اطبقوا علی جواز ذلک واستعمالهم فی الا مهات وغیرها .والحرج والخطاء مرتفعان عنهم في ما اطبقوا علیه حافظؒ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں جن بعض صحابہ یا غیر صحابہ نے تخمیس وتعشیر (ہر پانچ یا دس آیات نشان لگانا) اور رؤس الآیات کی علامت لگانے کو مکروہ وناپسند کیا ہے وہ مطلقاً نہیں ہے بلکہ قرآن کریم میں سرخ اور زرد وغیرہ رنگ سے لگانے کو ناپسند کیا ہے فی نفسہ نشان لگانا ناپسند نہیں ہے......الخ، گویا مصحف جو بین الدفتین ہے اس میں غیر سیاہ کا ہونا ناپسند ہے۔اور جب ان علامتوں کو جو غیر قرآن ہیں مصحف میں رنگین کرنا سلف نے پسند نہیں کیا تو پھر کلمات قرآنیہ کو جو کہ اصل قرآن ہیں سرخ وزرد وغیرہ رنگوں میں لکھنا یا طبع کرنا کیونکر پسندیدہ ہوگا۔

﴿رنگین قرآن کی اشاعت﴾

پچھلے چند سالوں سے بچوں کو تجوید سے قرآن پڑھانے کے لئے رنگین باتجوید مصاحف بھی طبع ہو رہے ہیں اور اب اسکی کثرت ہو رہی ہے، تجویدی رنگین مصحف سب سے پہلے ۱۹۷۸ھ میں محمد حفیظ البرکات شاہ نے لاھور اور کراچی (پاکستان) سے شائع کیا تھا۔قرآن مجید تجوید سے پڑھنا اور پڑھانا تو لازم ہے تجوید کی رعایت نہ کرنے سے پڑھنے والا گناہ گار ہوتا ہے۔بالکل چھوٹے بچوں کو عملاً صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے اور بڑے بچوں کو قواعد بتا کر بھی پڑھایا جاتا ہے۔تعلیم وتعلم کا یہ سلسلہ خیر القرون سے جاری وساری ہے۔یہی اصل اور صحیح طریقہ ہے مگر سہولت پسندی کے موجودہ زمانہ میں تجوید سے واقف کرانے کیلئے متعدد قواعد کو مختلف رنگوں میں بطور علامت مختص کیا گیا شاید ابتداء میں

''جزءعم'' کوملون کیا گیا اور جب بچوں کو اس رنگین جزءعم سے باتجوید قرأت پر قادر ہونا محسوس ہوا تو پھر پورے قرآن پاک کو رنگین طبع کیا گیا یعنی کلمات قرآنیہ کا ہر کلمہ اس طرح پر کہ کلمہ کا بعض حرف ایک رنگ میں دوسرا حرف دوسرے رنگ میں اور جہاں وہ قاعدہ نہ ہو تو سیاہ رنگ میں طبع کیا گیا گویا باعتبار رنگ کلمات قرآنیہ حروف مقطعات بن گئے۔ حالانکہ مصحف شریف ہر زمانہ اور ہر علاقہ میں عامۃ المسلمین کے لئے ہمیشہ سیاہ روشنائی میں بتمامہ نقل (اوراب طبع) کیا جاتا رہا ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ اسلئے مصحف شریف کو غیر سیاہ رنگ میں شائع کرنا کلمات قرآن کے لئے روشنائی کے اصل اور افضل واشرف رنگ سے انحراف ہے اور یہ یقیناً مسلّم ادب کے خلاف ہے۔

﴿رنگین جزء ''عم'' کی گنجائش﴾

البتہ ان چھوٹے بچوں کو تجوید سے واقف کرانے کے لئے بعض آیات وکلمات کو الگ سے رنگین بنا کر کتابچہ کی شکل میں اور اسی پر اکتفاء کرنا بہتر ہے یا زیادہ سے زیادہ پورے جزءعم (۳۰/ واں پارہ) کو رنگین بنا کر تعلیم دی جائے تا کہ تجوید سے عملاً تعلق پیدا ہو جائے تو اسکی گنجائش ہوسکتی ہے جیسے اسلاف کے زمانہ سے قراءت وحفظ کی مشق کرنے کے لئے چھوٹی سے بڑی سورتوں کو خلاف ترتیب پڑھایا اور یاد کرایا جاتا تھا اور معکوس ترتیب سے جزءعم کو شائع کیا گیا اور تعلیم صبیان کی خاطر معکوس ترتیب کو برداشت کیا گیا ہے مگر مکمل مصحف شریف میں اسکی اجازت نہیں دی گئی۔

﴿ تجوید کے لئے رنگ یا شکلوں کا استعمال ﴾

پھر یہ کہ تجوید کے جن قواعد کے لئے کلمات قرآنیہ کو رنگین کیا گیا ہے وہ صفات عارضہ ہیں جن سے اداء میں حسن ولطافت پیدا ہوتی ہے جس کا درجہ صفات لازمہ سے بہر حال کم ہے مزید یہ کہ ان قواعد کی تمرین ومشق کے لئے رنگوں کے علاوہ دوسرا طریقہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے چنانچہ بعض علاقے میں اخفا، اظہار اور ادغام وغیرہ کے لئے بعض اشیاء کی تصویر کو بطور علامت مقرر کیا اور پھر ان علامتوں کو اجرائے قواعد کے لئے نظم قرآن میں رموز کی طرح استعمال کیا ہے مگر خیال رہے کہ تجوید کے لئے ایجاد کردہ علامتوں کو خواہ رنگ ہو یا تصویر مصحف شریف میں درج کرنا کتابت مصحف کے ادب کے خلاف ہے۔

﴿ الوان یا اَشکال سے تجوید سیکھنے کا نقصان ﴾

مزید یہ کہ چھوٹے بچوں کو جب رنگ یا دوسری علامتوں کے ذریعہ تجوید کے قواعد ذہن نشیں اور عملی مشق کرائی جائیں گی تو اسمیں یہ ضرر ہے کہ رنگین باتجوید مصحف اگر دستیاب نہ ہو جیسا کہ عامۃً سادہ مصاحف ہوا کرتے ہیں تو ایسے بچوں کے لئے دوسرے مصاحف میں تجوید کی رعایت سے پڑھنا دشوار ہوگا جیسا کہ تجربہ ہوا اور دوسروں سے بھی معلوم ہوا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مصحف شریف ہمیشہ سیاہ روشنائی میں ہی طبع کیا جائے تاکہ کلمات الٰہیہ کے لئے سیاہ روشنائی جو اشرف الالوان ہے اور یہی اس کا ادب ہے اس سے انحراف نہ ہو۔

فقط رقمہ: رشید احمد فریدی

مدرسہ مفتاح العلوم، تراج سورت ٢٤/شعبان/ ١٤٣٧ھ چہارشنبہ